ملک غلام کبریا خان

اَللّٰہُ

نَزَّلَ

اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ

کِتَابًا مُّتَشَابِھًا مَّثَانِیَ الخ ۳۹/۲۳

تین صفات

قرآن کریم یا احسن الحدیث کی تین صفات بیان کی گئی ہیں (۱) کتابا۔ وہ محفوظ رہے گی۔ اور ہمیشہ لکھی جائے گی۔ (۲) متشابھا قرآن کریم کی آیات اپنے مضمون اور تعلیم کے لحاظ سے ملتی جلتی ہیں یعنی قرآن کریم بہ رنگ دیگر مختلف طریقوں سے بیان کرتا ہے۔ مگر اس میں اختلاف نہیں ہوتا اور نہ کسی قسم کا تناقض پایا جاتا ہے بلکہ ہر مقام ایک تفسیر ہے (۳) تیسری صفت یہ ہے کہ وہ مثانی ہے یعنی اس کلام کی امتیازی خصوصیت ہے کہ وہ ایک لطیف تکرار اپنے اندر رکھتا ہے جو اس کے حُسن کو دوبالا کرتا ہے اس لئے کہ قرآن کا مقصد تو ہدایت ہے اور بہترین خطیب اور واعظ وہی ہو سکتا ہے جو اپنے مقصد کو مختلف رنگوں میں احسن پیرایہ میں پیش کر سکے۔ قرآن کریم کی صفات اور اس کی تاثیرات قدسی کا ذکر کرکے فرمایا ذالك ھدی الله یہی تو اللہ کی ہدایت ہے۔ بہرحال احسن الحدیث کے جس قدر پہلو ہیں وہ قرآن کریم میں موجود ہیں۔ اور اس پر کوئی امر مستہزاد نہیں ہو سکتا اور اپنے اندر وہ قوتیں اور تاثیریں رکھتا ہے کہ سننے والے پر ایک جلال اور رعب طاری ہو جاتا ہے۔ جیسے فرمایا: لوانزلنا ھذا القرآن علیٰ جبل لرایتهٗ خاشعا متصدعا من خشیة الله ۵۹/۲۰ غرض قرآن احسن الحدیث ہے۔ (اسماء القرآن فی القرآن)۔

لہوالحدیث

اس کے یعنی احسن الحدیث کے برعکس بے مقصد باتیں لہوالحدیث ہے جیسا کہ سورۂ لقمٰن آیت ۶ میں فرمایا ہے "اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو بے سود اور بے مقصد باتوں (لہوالحدیث) کو خرید تے ہیں تاکہ اللہ کی راہ (قرآن) سے بغیر کسی علم کے بہکاویں اور اس کو مذاق بنالیں۔ یہی لوگ ہیں کہ ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے $\frac{۳۱}{۶}$

"ہر وہ کام جس سے یونہی پیش پا افتادہ مفاد پانا پائیدار مسرت تو حاصل ہو لیکن زندگی کا اصل مقصد نگاہوں سے گم ہو جائیں قسموں اور نعت میں داخل ہے ایسی باتیں جو انسان کو قرآن کریم سے غافل کردیں۔ اس زاویہ نگاہ کو جس کی رُو سے انسانی زندگی کے اہم حقائق کو سنجیدگی سے نہ لے لاهیة قلوبهم $\frac{۲۱}{۳}$ کہا گیا ہے لهوا $\frac{۲۱}{۱۷}$ تلهی عنه کسی سے بے رخی برتنا، توجہ کو اس طرف سے ہٹا کر دوسری طرف مبذول کرلینا۔ $\frac{۸۰}{۱۰}$" (لغات القرآن جلد چہارم ص۔۔)

ترتیب سورہ قرآن

محمد بن مسلم شہاب الزہری المتوفی ۱۲۴ھ مطابق ۷۴۱ء اموی دور کے جلیل القدر علماء میں سے ہیں آپ کی تصنیف کا حال ہی میں پتہ چلا ہے۔ پرنسٹن کے ایک ہی مخطوطہ میں زہری کی دو کتابیں تنزیل القرآن اور منسوخ القرآن موجود ہیں۔ اول الذکر کا موضوع ترتیب سورہ قرآن ہے جس میں مصنف نے مکی اور مدنی سورتوں کو ترتیب نزول کے مطابق جمع کیا ہے (ماخوذ)

اس کے بعد پروفیسر اجمل خان۔ ایم۔ اے نے "ترتیب نزول القرآن مجید" محنت شاقہ سے پیش کی ہے جس کے متعلق حضرت عبیداللہ سندھی علیہ الرحمۃ کی رائے درج ذیل ہے کہ:

"قرآن کریم کی ہر سورت کے متعلق مفسرین کے پاس روایتیں موجود ہیں کہ وہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہیں یا مدینہ میں۔ لیکن متعدد سورتوں کے متعلق روایتیں اس قدر ہیں جن کی تطبیق و ترجیح بآسانی ممکن نہیں۔ بعض احکام کی تاریخ ان روایتوں کی تغلیط کرتی ہے۔ محقق مفسرین اپنے مسلمہ نظریات کی مدد سے ان روایتوں کی خلاف ورزی کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے یہ روایتی سلسلہ ناقابل اطمینان ہوگیا ہے مولانا محمد اجمل خان بالقابہ کا ان مفسرین پر ہمیشہ احسان رہے گا کہ انھوں نے اندرونی شہادت کی مدد سے مکی سورتوں کے معین کرنے کا راستہ کھول دیا ہے اور روایات کے اختلاف سے جو

اخلاق پیدا ہوا تھا۔ اسے دور کرنے کی پوری کامیاب کوشش کی ہے"۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۶۷ء عبید اللہ)

ترتیب نزول اور تاریخ اسلام

پروفیسر محمد اجمل خان نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ "اسلام کو سمجھنے کے لئے پہلے اور ضروری چیز وہ پس منظر ہے جس نے۔ جس نے ایک خاص زمانہ میں اسلام کو نمایاں کیا۔ حقیقت تک پہنچنے کے لئے یہی کافی نہیں کہ ہم کسی مذہب سے عقائد کی تحقیق کر لیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم یہ جانیں کہ اس کے عقائد و اعمال کس طرح اور کیوں وجود میں آئے۔ انھوں نے پھر ترقی یا نا قابل عمل قرار پائے۔ غرض کہ اس ارتقاء و ارتجاع کے فلسفہ تاریخ کو پورے طور پر بنیادی پس منظر کے ساتھ ظاہر کرنا ایک انسانی خدمت ہے لیکن محقق کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ذاتی عقائد اور عامۃ الناس کے رجحانات سے الگ ہو کر کام کرے۔ اس کا مقصد یہ نہ ہونا چاہیئے کہ اپنے عواطف و احساسات کو لوگوں پر ظاہر کرنے کا نام تحقیق سمجھے یا عوام کے رجحانات سے اثر پذیر ہو کر درباری شاعر بن جائے۔ بلکہ حقائق تک پہنچنے کے لئے تعصبات کو ترک کر دینا شرط اول قدم ہے۔ پس منظر کے مطالعہ کے بعد سب سے ضروری اور بنیادی چیز تاریخ اسلام ہے۔ جو قرآن کریم کے تاریخی مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اس مطالعہ میں نہ صرف اسلامی لٹریچر سے مدد مل سکتی ہے۔ بلکہ زمانہ جاہلیت کا جو کچھ بھی ذخیرہ معلومات ہے وہ ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

داخلی شہادت اگرچہ قرآن کریم کی داخلی شہادت کافی ہے کہ ہمیں صراط مستقیم کی طرف لے جائے اور اس کی تاریخی روشنی میں ہم اسلام اور اسلامی تعلیم کا سچا حقیقی نقشہ ذہن نشین کر سکیں۔ اس غرض کے لئے سب سے پہلے قرآن مجید کو ترتیب نزول کے مطابق مرتب کرنا ہوگا۔ گو قدیم زمانہ کے مقابلہ میں آجکل اسلام اور دیگر مذاہب کی ہر قسم کی کتابیں آسانی سے فراہم ہو سکتی ہیں۔ لیکن اس قسم کے علمی مشاغل کے لئے جب تک توفیق الٰہی شامل حال نہ ہو صرف کتب خانوں سے کام نہیں چل سکتا۔ مقام شکر ہے اور مجھے بجا طور پر فخر ہے کہ اسلامی تاریخ کی تیرہ صدیوں کے گزرنے کے بعد مکہ مکرمہ میں اللہ کے ایک مقبول بندے کی نظر کیمیا اثر نے میرے ارادوں میں پختگی پیدا کی۔ اور میں وہ کام کر سکا جس کی دنیا کو سخت ضرورت تھی۔ یہی نہیں بلکہ شانتی نکیتن کے قیام میں اور وہاں کام ختم کرنے کے بعد بھی خدا نے ایسی علمی صحبت کا سامان کر دیا جس سے بہتر ہونا شاید دنیا میں مشکل ہے۔

دشواریاں مسلمانوں کو جو دشواریاں قرآن کو سمجھنے اور حقائق اسلام تک رسائی حاصل کرنے میں پیدا ہو رہی ہیں اس کا ایک ہی حل ہے۔ یعنی قرآن کو اس ترتیب سے سمجھا جائے جس ترتیب سے خود خدا نے اسکو نازل فرمایا ہے۔ ہر قرن میں سینکڑوں ہزاروں اہل علم نے قرآن کریم اور اسلام کو سمجھنے سمجھانے کی کوشش کی ہے اور انھوں نے پوری دیانت کے ساتھ یہ کوشش بھی کی ہے کہ اپنی عمر میں صرف کرنے کے بعد جو کچھ سمجھے ہیں اسے دوسروں کو بھی سمجھا دیں۔ اسی کے ساتھ ہر زمانے میں ایسے بزرگ بھی رہے ہیں جنھوں نے اپنے زمانہ کی علمی (سائنسی) ترقی کے ساتھ قرآن کے نظریہ کائنات و افلاق کو بھی ہم آہنگ بنانا چاہا ہے۔ غرضیکہ ایک تو یہ عالم ہے کو یونیورسٹیوں کے فارغ التحصیل اسلام کی بنیادی کتاب کے تاریخی ارتقاء سے ناواقف ہیں۔ دوسری طرف علماء اسلام بھی جو کوشش کر رہے ہیں وہ صرف یہاں تک ہے کہ اردو زبان میں قدیم مفسروں کے خیالات کو ادا کر دیں۔ اور ان ہی راہوں کی پیروی کریں جو آجکل کے اعتقادی اور تاریخی نظریات سے کسی طرح ہم آہنگ نہیں۔

تاریخی ترتیب

قرآن کریم کی مختلف سورتوں کی تاریخی ترتیب نزول معلوم کرنا آسان کام نہیں۔ قرآن کے مکی حصہ میں پورے قرآن کا دو ثلث ہے۔ بہت ہی کم تاریخی اشارے پائے جاتے ہیں۔ مدنیہ میں بھی اس زمانے کی تاریخ کا بہت کم ذکر ہے۔ جو قرآن کے زمانہ میں موجود تھے ان میں سے کسی کے نام نہیں پائے جاتے سوائے ابولہب (جو ایک لقب یا کنیت ہے) اور زید کے (جو آنحضرتؐ کے متبنیٰ بیٹے سمجھے جاتے تھے) قرآن کی یہ خاص چیز ہے کہ دوست دشمن یکساں طور پر حذف کر دیئے گئے۔ اور ہم تاریخوں، تفسیروں اور حدیثوں کی مدد سے ان اشخاص اور مقامات کے متعلق صرف قیاساً کہہ سکتے ہیں۔ جن کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے یا جو اس وقت موجود تھے۔ ان مشکلوں کی وجہ سے ہمیں قرآن کے مختلف حصوں کو تاریخی سلسلہ سے مرتب کرنا دوگونا مشکل ہو جاتا ہے۔

محققین یقیناً یورپ کے محققین قابل داد ہیں کہ انھوں نے سب سے پہلے اس امر کی کوشش کی کہ قرآن کی سورتوں کو ایک قسم کی تاریخی ترتیب دیں لیکن ان میں سے بلا استثناء ہر ایک کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور انھوں نے سچے محققوں کی شان کو قائم رکھا۔ اور اپنی ناکامی کا اعتراف کر لیا۔

(ترتیب نزول القرآن مجید)

بقیہ صفحہ ۲۳ پر